فوت شدہ کے لئے دُعا کرنا
اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا

ازقلم:
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ”جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے حضرت ابوعامر اشعری (عبید بن سلیم رضی اللہ عنہ) کو سردار بنایا اور ایک لشکر دے کر اُنہیں ”اوطاس“ کی طرف بھیجا' وہاں دُرید بن صمہ (کافروں کے سردار) سے مقابلہ ہوا۔ دُرید مارا گیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے ابوعامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ”اوطاس“ کے مقام پر بھیج دیا گیا تھا۔ اس لڑائی کے دوران ایک تیر حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر لگا جو ایک جشمی شخص نے مارا تھا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ تیر اُن کے گھٹنے میں گھس گیا۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اُن کے پاس گیا' پوچھا: چچا صاحب یہ تیر کس نے مارا ہے؟ اُنہوں نے اُس جشمی شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے یہی میرا قاتل ہے۔ چنانچہ میں نے اُس کا پیچھا کیا۔ اُس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا، میں اُس کے پیچھے بھاگا اور یہ کہنا شروع کیا: او بے حیا! کیا تو عرب نہیں؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ ٹھہر گیا۔ پھر میرا اُس کا مقابلہ ہوا' اُس نے بھی وار کیا' میں نے بھی وار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اُسے واصلِ جہنم کیا۔ پھر لوٹ کر (حضرت) ابوعامر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا۔ میں نے کہا' اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے تمہارے قاتل کو مارا۔ (حضرت) ابوعامر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے، اے بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا اور میرا اسلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ ”یَقُوْلُ لَکَ اَبُوْ عَامِرٍ اَنْ اِسْتَغْفِرْلِیْ“ (بخاری شریف کے لفظ ہیں وَقُلْ لَهٗ اسْتَغْفِرْلِیْ) یہ کہ ”ابوعامر گذارش کرتا تھا کہ میری بخشش کے لیے دُعا فرمایئے“۔ یہ

کہہ کر (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے اپنا خلیفہ بنادیا۔ بعدازیں تھوڑی دیر کے لیے زندہ رہے پھر شہید ہوگئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک کوٹھری میں بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، اس پر بستر بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانی پشت مبارک اور نورانی پہلو مبارک میں بان کے نشانات پڑ گئے۔ میں نے اپنا اور اپنے چچا (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کا حال بیان کیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے دُعا کی درخواست کی تھی۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو شریف فرمایا پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دُعا فرمائی:۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ** ''اے اللہ (عزوجل) عبید ابو عامر کو بخش دے''۔ آپ ﷺ نے دُعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی (نورانی) بغلوں (مبارک) کی سپیدی دیکھی پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:۔ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ** ''اے میرے اللہ (عزوجل) قیامت کے دن اس (ابو عامر رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبے والا) فرما''۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرے لیے بھی دُعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ وَاَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُدْخَلًا کَرِیْمًا** [۱] ''اے میرے اللہ (عزوجل) عبداللہ بن قیس (یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اُس کو عزت کی جگہ (بہشت میں) داخل فرما''۔

---

[۱] بخاری باب غزوہ اوطاس جلد۲ ص۶۱۹، بخاری باب الوضوء عند الدعا جلد۲ ص۹۴۴، بخاری جلد۲ ص۴۰۲، تیسیر الباری جلد۵ ص۴۸۲، مسلم جلد۲ ص۳۰۳، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص۳۳۹، دلائل النبوۃ جلد۵ ص۱۵۳، کنز العمال جلد۱۰ ص۱۱۱، ۳۶/۳۷۶، ۵۶۶، جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۳، فتح الباری جلد۸ ص۵۱، جلد۱۱ ص۲۲۴، جلد۶ ص۱۰۰، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۳ ص۱۲، جلد۷ جز۱۴ ص۱۶۹، جلد۹ جز۱۷ ص۳۰۱۔

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کا واقعہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے پاک فرمادیجئے۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا: جاؤ لوٹ جاؤ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بخشش مانگو اور توبہ کرو۔ ابھی تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ واپس لوٹ آئے۔ عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے پاک فرمادیجئے۔ آپ (ﷺ) نے پھر ویسا ہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے تجھ کو پاک کروں؟ (حضرت ماعز بن ملک رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا زنا سے۔ تو آپ ﷺ نے رجم کا حکم فرمایا اور اُن کو رجم کیا گیا۔ (اس واقعہ کے بعد) لوگوں کے دو گروہ ہوگئے۔ ایک کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) تباہ ہوگیا۔ گناہ نے اُس کو گھیر لیا اور دوسرا کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) کی اس توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے نورانی دستِ مبارک میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے کہ مجھے پتھروں سے مار دیجئے۔ دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے۔ پھر دوسرے یا تیسرے دن (یعنی دوجے یا تیجے دن) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں) بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے سلام فرمایا اور بیٹھ گئے۔ **فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِکٍ** (رضی اللہ عنہ) **فَقَالُوْا غَفَرَ اللّٰہُ لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِکٍ** [۲] ''پھر فرمایا ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے لیے استغفار کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بخشش کے لیے دُعا کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ (حضرت) ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرمائے''۔ پھر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ ''ماعز (رضی اللہ عنہ) نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ توبہ ایک اُمت کے لوگوں میں تقسیم کی جائے تو سب

---

[۲] مسلم جلد۲ ص۶۷، ۶۸، دار قطنی جلد۳ ص۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۸۳، جلد۸ ص۲۱۴، مشکل الآثار جلد۱ ص۱۸۲۔

کو کافی ہو جائے''۔

بیٹے کی دُعا سے درجے بلند ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَنّٰى لِي هٰذِهٖ؟ فَيَقُولُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ۳ ''اللہ (تبارک و تعالیٰ) جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے وہ (بندۂ مومن) عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھے یہ (بلندی درجات) کہاں سے ملی؟۔ ربُّ العالمین اُس سے فرماتا ہے تیرے بچے کے بخشش طلب کرنے (دُعائے مغفرت کرنے) کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے''۔ (نوٹ:) صاحب مرقاۃ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''یہاں عبد صالح سے مراد (گنہگار) مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت وقابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے''۔

میت کا انتظارِ دُعا کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ ۴ ''قبر میں میت کی حالت اُس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے جو مدد طلب کرنے کے لیے لوگوں کو

---

۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۰۹، مشکوۃ ص ۲۰۵ حدیث نمبر ۲۳۵۴، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۱۰، الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ۱۷۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔ ۱۲/۲۳۰، ابن ماجہ ۳۶۶۰، مرقاۃ جلد نمبر ۵ ص ۲۶۲۔ ۴ مشکوۃ ص ۲۰۶ حدیث نمبر ۲۳۵۵، میزان الاعتدال ص ۲۳۰، لسان المیزان لابن حجر جلد ۵ ص ۳۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۹۷، الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔ ۱۲ صفحہ ۲۳/۱۳، ۱۴/۱۷، ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء، مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۶۳۔

پکارتا ہے۔ وہ ماں، باپ، بھائی یا دوست کی طرف سے (قبر میں) دُعا کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر جب اُسے دُعا پہنچ جاتی ہے، تو وہ دُعا اُسے دنیا اور دُنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ (عزوجل) زمین والوں کی دُعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً وصال شدہ لوگوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ استغفار ہے''۔ (نوٹ:) اس حدیثِ پاک سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو فاتحہ اور ایصالِ ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔ اہلحدیث (غیر مقلدین) کے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے ''نمازِ جنازہ کی جس قدر دُعائیں ہیں، اُن تمام میں میت کے لیے دُعا کا فائدہ اور نفع پہنچنا ثابت ہے''۔

اَولاد کی فوت شدہ والدین کے لیے دُعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ ۵ ''جب اِنسان مرجاتا ہے تو اُس کے اَعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔ سوائے تین اَعمال کے۔ (۱) صدقہ جاریہ (دائمی خیرات یعنی ایسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)۔ (۲) ایسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے۔ اور (۳) یا وہ نیک بچہ (اولاد) جو اُس کے لئے (اُس کے مرنے کے بعد) دُعا کرے''۔

اہلِ بقیع کی بخشش کی دُعا:

(اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، محدثہ، مفکرہ،

---

۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۸، شرح السنہ جلد ۱ ص ۲۳۷، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۴، مشکوۃ ص ۳۲ حدیث نمبر ۲۰۳، ابن کثیر جلد ۷ ص ۳۴۰، مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸، ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۱۲/۲۰۴ جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱، مسلم حدیث نمبر ۱۶۳۱، نسائی حدیث نمبر ۳۶۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۷۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۱۲۔

مغفرہ، مقتدرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے' فرماتی ہیں:۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ؎٦ ''رسول اللہ ﷺ کا طریق مبارک تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری وقت میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے ''اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔ (پھر فرماتے) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدْ ؎ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما''۔

ہر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا:

حضرت انس ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک دیہاتی جمعۃ المبارک کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جانور بھوک سے ہلاک ہونے لگے' بال بچے ہلاک ہو گئے' لوگ مر گئے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر اپنے دونوں نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دُعا فرمانے لگے اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کرنے لگے۔ حضرت انس ؓ نے فرمایا پھر ہم مسجد سے باہر نکلے بھی نہیں تھے کہ بارش برسنے لگی۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ؎٨ ''آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اتنے اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی''۔ ○

؎٦ مسلم جلد۱ص ۳۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۷۹، جلد۵ص ۲۴۹' کتاب الاذکار ص ۱۵۰' ابن السنی حدیث نمبر ۵۸۵' مشکوٰۃ ص ۱۵۴' حدیث نمبر ۱۷۶۶' نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۹' مرقاۃ جلد۴ص ۲۱۹۔ ؎٧ ایضاً۔ ؎٨ مشکوٰۃ ص ۱۹۶' بخاری جلد۲ص ۹۳۸' تیسیر الباری جلد۸ص ۲۳۲۔

○ اس حدیث سے یہ نکلا کہ استسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مستحب ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ سے اور دُعاؤں میں ہاتھ اُٹھانا منقول نہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دُعا میں ہاتھ اُٹھانا مستحب ہے اور یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ آپ سوائے استسقاء کے اور دُعاؤں میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ مبالغہ نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ استسقاء میں اتنے ہاتھ اُٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۹۸ من وعن الحدیث)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محولہ بالا حدیث شریف کے نقل کرنے کے بعد ایک باب لکھا ہے: رَفْعِ الْاِمَامِ يَدَهٗ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ (یعنی امام کا استسقاء میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا) ○

○ اور دُعاؤں میں بھی آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۹۸ من وعن) ☆

☆ ''استسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مسنون ہے کیونکہ اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد ہے: اِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا ؎٩ ''بے شک تمہارا پروردگار شرم والا' کرم والا ہے' وہ حیاء فرماتا ہے اس بات سے کہ اُس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور وہ ہاتھ خالی پھیر دے''۔

قبروں پر کھجور وغیرہ کے درخت کی سبز ٹہنیاں لگانا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

؎٩ ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶' ابن ماجہ ص ۲۸۴ (باب رفع الیدین فی الدعا)' مصنف عبدالرزاق جلد۲ ص ۲۵۱' مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۱۲۹' درمنثور جلد۱ص ۱۹۵' ترمذی جلد۲ص ۱۹۶' مشکوٰۃ ص ۱۹۵ حدیث نمبر ۲۲۴۴' الترغیب والترہیب جلد۲ص ۴۸۰' مرقاۃ جلد۵ص ۱۲۷۔

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِيطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ سَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ تَيْبَسَا ۔[1]

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے کسی باغ میں سے گزرے تو آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ اُس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں نہیں۔ پھر فرمایا: البتہ بڑا گناہ ہے۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے۔ پھر اس ٹہنی کا ان دونوں قبروں میں سے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا کر کے رکھ دیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی''۔ ○

○ ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہری ڈالی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس وجہ سے عذاب میں کمی ہوئی ہوگی اس صورت میں ہر برکت والے امر کی یہی تاثیر ہوگی جیسے ذکر اور تلاوت قرآن مجید کی۔ بریدہؓ نے وصیت کی کہ دفن کے بعد ان کی قبر پر دو ہری ڈالیاں لگائی جائیں۔ (تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۶۲ غیر مقلد من وعن)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الوضوء'' میں ایسی دو احادیث

[1] بخاری جلد ۱ ص ۳۵' نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱ باب وضع الجریدۃ علی القبر (یعنی قبر پر درخت کی شاخ لگانا)' صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۳۔۳۲' ابن ماجہ ص ۲۹' ترمذی جلد ۱ ص ۲۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۱۲' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۳۸۰' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۳۸' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۱۲۷' جلد ۳ ص ۳۵۲' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۶۲' مسند ابو عوانہ جلد ۱ ص ۱۹۶۔

مبارکہ لکھی ہیں اور دونوں کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے۔ ☆

☆ اس حدیث شریف میں پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور غیبت کرنے کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے۔ کبائر کبیرہ کی جمع ہے اور وہ قبیح فعل ہے جس سے شرعاً منع کیا گیا ہے اور اس کی سزا بہت ہی بڑی ہے جیسے قتل' زنا' میدانِ جہاد سے بھاگ جانا وغیرہ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ کبائر سات ہیں۔ چنانچہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ سرکار کائنات ﷺ نے فرمایا: (۱) شرک کرنا (۲) بلاوجہ کسی شخص کو قتل کرنا (۳) جادو کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہیں۔

کیا قبر پر سبز ٹہنی اور پھول وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے کیونکہ ہر تر شے تسبیح کہتی ہے اسی لئے حضرت بریدہ اسلمیؓ نے وصیت کی تھی کہ اُن کی قبر پر کھجور کی دو سبز شاخیں رکھی جائیں۔ اس سے تخفیفِ عذاب ضرور ہے۔ لہٰذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔ حضرت ابنِ حجر علیہ الرحمہ نے فتح الباری شرح بخاری میں ذکر کیا کہ حدیث شریف کے سیاق سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سیّد عالم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے شاخیں قبروں پر رکھی ہوں' ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں پر شاخیں رکھنے کا حکم دیا ہو۔ چنانچہ حضرت بریدہ بن حصیب صحابیؓ نے اس بنیاد پر وصیت کی کہ اُن کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں۔ صحابیؓ حدیث شریف کے معانی کو اچھا جانتے ہیں۔ [1]

میّت کے سبب (وسیلہ) سے زندہ کو نفع:

حضرت جریر بن حازم علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے

[1] تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۳۸۵۔

حضرت نافع علیہ الرحمہ سے سنا' وہ فرماتے تھے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ یہ حدیث شریف بیان کرتے ہیں کہ جو جنازے کے ساتھ رہے اُس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔ اُنہوں نے کہا حضرت ابوہریرہ ؓ نے بہت حدیثیں بیان کی ہیں۔ پھر (اُم المومنین) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث شریف کی تصدیق کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے' جیسا حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں۔ تب تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لَقَدْ فَرَّطْنَا فِیْ قَرَارِیْطَ کَثِیْرَۃٍ فَرَّطْتُ ضَیَّعْتُ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ [۱۲] ''ہم نے تو بہت سے قیراطوں کا نقصان اُٹھایا (سورۂ زمر میں) جو فرطت کا لفظ ہے اِس کے یہی معنی ہیں' میں نے ضائع کیا''۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ شَھِدَ الْجَنَازَۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَھِدَ حَتّٰی تُدْفَنَ کَانَ لَہٗ قِیْرَاطَانِ' قِیْلَ' وَمَا الْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ [۱۳] ''جو شخص جنازے میں نماز ہونے تک شریک رہا اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو دفن تک شریک رہا اُس کو دو قیراط ملیں گے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے پوچھا گیا دو قیراط کتنے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی طرح''۔ ؎

؎ ''دُنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارھواں حصہ ہوتا ہے۔ دوسری روایت ہے کہ آخرت کا قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۸۸) ☆

☆ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا مسلمان میت دیگر زندہ ایمان والوں

---

[۱۲] بخاری جلد۱ ص۱۷۷' شرح السنۃ جلد۳ ص۲۶۰' تیسیر الباری جلد۲ ص۲۸۷۔ [۱۳] تیسیر الباری جلد۲ ص۲۸۷' شرح السنۃ جلد۳ ص۲۵۹ (بالفاظ دیگر)' الترغیب والترہیب جلد۴ ص۳۳۱' بخاری جلد۱ ص۱۷۷' مسند احمد جلد۲ ص۴۰۱' السنن الکبری للبیہقی جلد۳ ص۴۱۲۔

کے لئے ڈھیروں ثواب حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں مرنے والا کسی کو کیا نفع دے سکتا ہے؟ شاید یہ لوگ مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر مطالعہ کریں تو صحیح بخاری' مسلم' مسند احمد اور ترمذی وغیرہ کی اس حدیث شریف سے اُنہیں صحتِ عقائد میں مدد حاصل ہو گی کہ فوت شدہ مسلمان مرد یا عورت' بچی یا بچہ زندوں کے لئے کتنے اجر وثواب کا وسیلہ ہے۔ جنازہ پڑھیں تو ایک اُحد پہاڑ کے برابر خیرات کرنے جتنا ثواب اور اگر قبر تک' دفنانے تک شرکت کریں تو دو اُحد پہاڑ کے برابر خیرات کرنے جتنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا میت کے جنازہ میں شریک ہونے اور اُس کا اِنتظام کرنے میں بہت ثواب ہے اور جو مسلمان کے فوت ہونے کے بعد اُس کی تجہیز و تکفین اور تدفین خوش اُسلوبی سے کرے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اپنے فضل و کرم سے اُس کی تکثیر ثواب سے تکریم فرمائے گا۔

حضرت اِمام احمد بن حنبل ؒ کے رجوع کا واقعہ:

اِن (حضرت اِمام احمد بن حنبل ؒ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت اِمام احمد بن حنبل ؒ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اِس کے بعد اُنہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت اِمام احمد بن حنبل ؒ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا' اے ابو عبداللہ (یہ حضرت اِمام احمد بن حنبل ؒ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا وہ ثقہ (با اعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ علیہ الرحمہ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی علیہ الرحمہ نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن علاء کے بارے میں بتایا کہ اُنہوں نے وصیت کی تھی کہ جب اُن کا انتقال ہو جائے تو اُن کی

قبر کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات مبارکہ (الٓمٓ سے ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ تک) اور آخری حصہ (لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ سے سورت کے آخیر تک) پڑھا جائے۔ اُنھوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو علی حسن بن ہیثم بزار نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآنِ مجید پڑھا کرتا تھا۔ ۱۴

کافر کے لیے دُعا اور ایصالِ ثواب نہیں:

حضرت عمرو بن شعیب علیہ الرحمہ نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اُس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیت کی کہ (اُس کے مرنے کے بعد) اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اُس (کے ایک بیٹے (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی اسلام لے آئے تھے) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے۔ پھر اُس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے ارادہ کیا کہ اُس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کر دوں تو اُنھوں نے کہا (پھر میرے دل میں خیال

---

۱۴ ''المغنی'' لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۷۔۵۱۸۔ (صاحب قبر کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ البقرۃ شریف کی ابتدائی آیات مبارکہ کی تلاوت کرنا اور پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ البقرۃ شریف کی آخری آیات مبارکہ کی تلاوت کرنا صحیح حدیث پاک سے ثابت ہے حدیث شریف کے راوی ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جن کتابوں میں یہ حدیث شریف موجود ہے اُن کے نام یہ ہیں: مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۴' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۳۴۰ حدیث نمبر ۱۳۶۱۳ (طبع جدید)' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۱۷' مرقاۃ جلد ۴ ص ۷۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۹۰' درمنثور جلد ۱ ص ۷۰ (طبع جدید)۔

آیا) کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی (کہ اُس کے مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس باقی ہیں، تو کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ ۱۵ ''اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے' صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے اِن اعمال کا ثواب پہنچتا۔'' (اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لیے مفید نہیں ہے۔ اور اُسے عذاب سے نجات نہیں دلائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے)۔

پانی کا صدقہ جاریہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۱۶ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ (محترمہ) وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی، (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ (محترمہ) کے لیے ہے؟''۔

اس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کے راوی

---

۱۵ ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۳' مشکوٰۃ ص ۲۲۴ عربی حدیث نمبر ۳۰۷۷' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۶ ص ۲۷۹' مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۳۵' المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱ مختصراً۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۱۶۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۴' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۲ (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام ۲۳۰ ص ۱۴ (جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳' ۱۷۔۲۳ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

حضرت حسن بصری ؒ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''فَتِلْكَ سِقَايَةُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ'' (مدینہ شریف میں ''سقایہ آل سعد'' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد ؓ نے اپنی والدہ (محترمہ) کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری ؒ کی اس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے'' (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکار کائنات ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا سَقْيُ الْمَآءِ ''پانی پلانا'' ''فَتِلْكَ سَقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ'' ''یہ تو مدینہ (شریف) میں (حضرت) سعد (ؓ) ہی کی سبیل ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ میں وحید الزماں صاحب نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)۔

اب بھی خصوصاً ان گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں؛ ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا ان سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارک ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سُنّت ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد ؓ نے اس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ (مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں یہ نہیں آیا کہ ایصال ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ عزوجل سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

(پھلوں والے) باغ کا صدقہ:

حضرت سعید بن عمر (ؓ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (ؓ) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (ؓ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (ؓ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہوگیا۔ جب (حضرت) سعد (ؓ) آئے تو اُن سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:۔ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ اَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ [۱۷] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت) سعد (ؓ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے''۔

ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس میں اس طرح ہے:۔ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّهٗ تُوُفِّيَتْ اَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِيْ مَخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اَنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا [۱۸] ''کہ کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اس شخص

[۱۷] نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ [۱۸] نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲۔

نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں"۔

صحیح بخاری میں اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اس طرح ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا:۔ "اِنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا" [۱۹] "کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے"۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے اور یہ بات پیش نظر ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ۱ ص ۳۸۶ پر بَابٌ اِذَا قَالَ اَرْضِي اَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ اُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذٰلِكَ [۲۰] (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے۔) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۳۸ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔ وَفِيْهِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهُ [۲۱] "اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے"۔

ملنے کا پتا:
جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III مجر پورہ (چاند) سکیم لاہور
فون نمبر 618757، 0423-6880028، 0300-4274936
www.seedharastah.com info@seedharastah.com

[۱۹] بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲، فتح الباری جلد ۵ ص ۳۹۶، عمدۃ القاری جلد ۲۷ ص ۵۶، تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸۔ [۲۰] بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ [۲۱] ایضاً۔